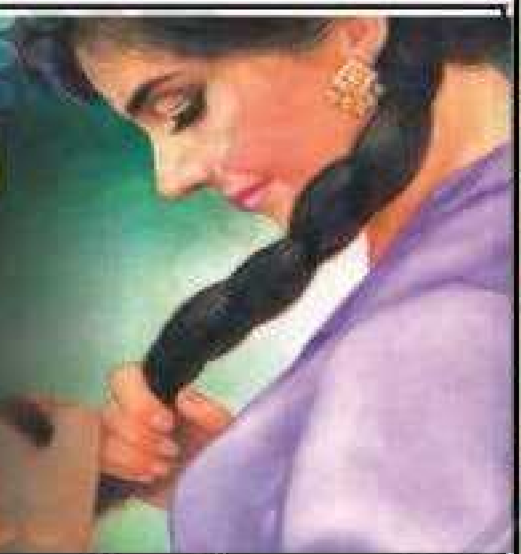


# قید محبت

افسانہ

ازقلم......سارا احمد

اس کے بس میں ہوتا تو صبح وشام کی سرحدیں روند کر وقت کو اپنے قدموں کی رفتار بنالیتا_

طویل اور تھکا دینے والی پرواز کا اختتام اس کے صبر کی آخری سیڑھی پر تھا_

اس کے باہر کی دنیا اس کے اندرونی اضطراب سے بیخبر اپنی دھن میں اپنی منزلوں اور اپنی خواہشوں کے راستوں پر گامزن تھی_

زمین پر اترنے کا انتظار جب ایک چیونٹی کی طرح کاٹ کر اسے بار بار جگا دیتا تو وہ پہلو بدلنے لگتا_

اس کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے فضائی میزبان نے پوچھ ہی لیا
،سر آر یو آل رائیٹ ۔۔۔ ڈو یو نیڈ اینی تھنگ ۔۔۔

اور اس نے اپنے سر کی ہلکی سی جنبش سے ایک دوستانہ مسکراہٹ کا تبادلہ کرتے ہوئے خود کو دوبارہ آرام دہ حالت میں لیجا کر اپنی آنکھیں موند لیں _ اپنے سفر کیان عارضی لمحات میں وہ اپنے شعور کو سلا کر لاشعور کی چکنی مٹی سے اپنے من پسند گھروندے اور مورتیں بنانے لگا_

گاں کی پگڈنڈیاں اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگیں، کھیت کھلیان اور ہریالی کا تصور اس کے ہر مسام میں جاگ اٹھا اور ٹیوب ویل کے تازہ پانی میں اس کی تھکن نے ڈبکیاں لگا کر کبوتر کی طرح پر پھڑ پھڑائے ، اس نے پیار سے پالے ہوئے اپنے بکری کے بچے کو گود میں اٹھا کر اپنا بایاں رخسار اس کی گردن سے مس کیا اور ایک مترنم اور معصومانہ ہنسی اس کے گریبان سے جھانکتے سیاہ گھنگریالے بالوں کو مرتعش کرکے ٹھنڈی لہر میں تبدیل ہوگئی_

شمن کی ہنسی اس کی زندگی تھی_ حصول علم کی لگن نے اسے پردیسی بنا دیا تھا ورنہ وہ شمن کو سامنے بٹھا کر ساری عمر اس کی ہنسی سنتا ہی نہیں دیکھتا بھی رہتا اور اس میں اپنے ہونٹوں سے رنگ بھی بھرتا_

مسافروں کو بحفاظت اپنی سرزمین پر اترنے کی مبارکباد دے دی گئی_ اس نے اپنے آنے کی اطلاع کسی کو نہیں دی تھی_ تھکاوٹ سے چور بدن کے ساتھ گھر پہنچتے ہی وہ اپنا سر بےجی کی گود میں رکھ کر آسودہ ہوگیا_

گاں کے سنگی ساتھیوں کو جیسے جیسے پتہ چلتا گیا کہ محسن باکینیڈا سے آیا ہے وہ اسے ملنےآنے لگے_

"پتر تیرے آنے سے بیٹھک میں رونق لگ گئی ہے"،
بے جی اپنے اکلوتے بیٹے کے یوں اچانک چلے آنے پر

# السلام و علیکم

ہمیں اپنے نئے بلاگ (ویب سائیٹ) کے لئے رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی ممبر ناول، افسانہ، ناولٹ لکھنا چاہے تو ہم سے کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی بھیجی ہوئی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتہ کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ہمیں ای۔ میل کریں یا ان بکس میں میسج کریں۔

شکریہ

Email Address: - aatish2kx@gmail.com

مسرور تھیں اور فکر مند بھی مگر کھل کر کچھ پوچھ نہ سکیں کیونکہ انہیں کچھ تو اندازہ تھا کہ وہ اندر ہی اندر کیسا غم لیے بیٹھا ہے۔

"ثمن کو بھول جا پتر، دس پندرہ دنوں میں اس کا ویاہ ہے"،

"کیا وہ مجھے بھول گئی ہے

بیجی.....؟"

"کڑیوں کا کیا ہے پتر، چڑیاں ہوتی ہیں یہ ..... جدھر ماں پے کہتے ہیں اڈاری مار جاتی ہیں"......،

"اور ان کا دل.....؟ بیجی کیا ان کا دل نہیں ہوتا"؟

بیجی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔ وہ اسے کیا بتاتیں کہ یہاں پر سب کے سروں پر جھوٹی انا کے شملے ہیں، دل اور جذبات تو پاؤں کے نیچے رلتے ہیں۔

وہ ایک نظر ثمن کو دیکھنا چاہتا تھا، اس سے ملنا چاہتا تھا اور اسے یقین کی وہ برچھی دکھانا چاہتا تھا جسے وہ اس کے کہنے پر اپنے اندر اتار سکتا۔

اس کی پھوپھی زاد زبیدہ بخار میں تپتی ثمن کو بہانے سے پیر سید شاہ کے مزار پر لے آئی،

"دیکھ بااس کو لے کے نس نہ جاویں"......،

محسن کہاں کچھ سن رہا تھا وہ تو بس کملائے ہوئے زرد گلاب پر اپنی نظریں جمائے تھا۔

چاندنی میں دونوں کے بت عقیدت کے معبد خانے میں محبتوں کے چراغ جلائے ایک دوسرے کی پلکوں سے جدائی کے وہ موتی چن رہے تھے جو رسموں کی سنگلاخ زمین نے دان کیے تھے۔

فیروزی ریشمی دوپٹہ ہوا کے نرم کچھ جھونکے سے ثمن کے سر سے سرک گیا، سفید موتیوں کی بالیاں اس کے رخساروں کو چھو رہی تھیں اور ہونٹ ہولے ہولے کانپ رہے تھے، وہ کچھ بھی نہ کہہ کر بہت کچھ کہہ گئی اور محسن تو اسے بہت دور اپنے ساتھ لے جانے آیا تھا۔

"چل ثمن بڑی دیر ہوگئی ....." زبیدہ ان کی طرف کمر کر کے کھڑی تھی، پلٹ کر ثمن کو بازو سے پکڑ کر بولی،

"رکو ثمن میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آ گیا اب تمہاری باری ہے وعدہ پورا کرنے

کی"......،

"پر با محسن"......،

زبیدہ دونوں کے بیچ آ گئی،

"تو پیچھے ہٹ جا زبیدہ"،

وہ ثمن کے اتنے قریب آ گیا کہ درمیان میں صرف سانسیں تھیں۔

"بولو ثمن تمہاری آواز تمہاری ہنسی مجھے کہیں کسی میں نہیں ملی..... تم بس اس ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دو ایک بار..... میں رنگ بھر دوں گا ان آنکھوں"......،

"میں منگ ہوں وکیل ڈوگر کی اور آج تک یہاں کے قانون میں رسم و رواج کے کسی قاتل کو باعزت بری نہیں کیا جاتا"،

"میں خود اس سے بات کر لوں گا تم ساتھ دینے کا وعدہ کرو ایک بار"،

"تو اسے ورغلا نہ با محسن"،

زبیدہ نے دونوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

"وکیل ڈوگر کی بڑی پہنچ ہے، تجھے مارے گا نہیں، اسے مار کر تجھے اندر کروا دے گا"،

"کیا بکواس کرتی ہے تو زبیدہ"......،

"یہ سچ ہے محسن... بیجی نے بات کی تھی اس سے اور اس نے انہیں یہی کہا تھا" ثمن کی آواز لرز رہی تھی_
"غیرت کے نام پر قتل کرنے والے کی اس پنڈ میں بڑی اونچی جگہ ہے با"،
زبیدہ کی آواز دبی دبی مگر اس میں خوف کی آمیزش تھی_
"جا بابا واپس ان گوروں کے دیس، یہاں محبت نہیں غیرت کا راج ہے"......،
محسن کے پاس اعلیٰ ڈگری تھی مگر محبت ان پڑھ تھی جس نے دل پر ایک انگوٹھا ہی تو لگایا تھا اور روح سمیت پوری حیات اپنے نام کر لی تھی_
مزار کی دیکھ بھال کرنے والا مجاور روشن دین صحن میں بیری کے درخت کے نیچے بنے چبوترے پر اپنے گھٹنوں میں سر دیئے چپ چاپ بیٹھا تھا_ ثمن اور زبیدہ کے جانے کے بعد زور سے حق ہو کی صدا لگا کر اٹھ کھڑا ہوا_ محسن اپنے قدموں کو گھسیٹ کر اس تک لایا،
"تیری زمرد کیسی ہے روشن"،
"یہاں ہے اس دل کے اندر"،
روشن دین اپنے سینے پر ہاتھ مار کر جوش سے بولا"،
"اور حق کہاں ہے"،
محسن کی آواز میں آنسو تھے_
"جھلیا!.... یہاں ہے حق"،
روشن دین نے پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور حق ہو کی صداں میں جھومنے لگا_
اس بار فصل بہت اچھی ہوئی تھی_ نگاہیں دور تک جاتیں اور لہلہاتے کھیتوں میں خوشی کے جگنو بھر کے واپس لاتیں اور پلکیں رب کے شکرانے میں ہر لمحے جھپک کر اقرار بندگی کرتیں_ سورج ابھی حیرت سے دنیا والوں کو تک رہا تھا لیکن اس کی لو ماند پڑ رہی تھی_ محسن نے دور سے ثمن کو آتے دیکھا تو وہ بھی اس کی طرف بڑھا،"
"آج دیر نہیں کر دی محسن... بیجی پریشان ہو گئی تھیں"......،
بدلتے موسم کی ہوا جسموں کو گدگدا رہی تھی_ سنہری ریشمی بالوں کی لٹیں ثمن کے چہرے سے لپٹ رہی تھیں_ محسن کی آنکھوں سے ابھرتی شرارت نے اسے مورنی بنا دیا، وہ آگے آگے تھی اور محسن اس کی ہنسی کے پیچھے پیچھے تھا_
اب گاں کی کوئی عورت آدھی نہیں بلکہ پوری تھی، مذہب میں جب عورت اپنی پسند کے معاملے میں آزاد ہے تو کوئی وکیل ڈوگرا اپنی بہن زمرد کو غیر برادری میں پسند کی شادی کرنے پر درانتی کے وار سے اپنی غیرت کا شملہ اونچا نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنی بچپن کی منگ کو صرف ایک زبان کی قیمت پر اس کی مرضی کے بغیر اپنے عقد میں لا سکتا ہے_
وکیل ڈوگرا اپنے انجام کو پہنچ گیا، جان کا بدلہ جان، موت اس کا مقدر تھی، تختہ دار پر نہ سہی، روشن دین کے ہاتھوں ہی......،
محبت کی عمر قید پیر سید شاہ کے مزار پر کاٹی جائے یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے، رسم و رواج کے قاتلوں کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، یہ تو قانون سوچ جو آج تک بیچارا ہے......

